مُندرجہ ذیل عبارت کو پڑھنے کے بعد نیچے دیے گئے سوالات کے جوابات لکھیں۔

A

ایک کچا راستہ جھاڑیوں کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے سامنے درختوں میں جا کر گُم ہو تا تھا۔ ابھی شام نہیں ہوئی تھی لیکن جنگل اتنا گھنا تھا کہ شام کا گمان ہو رہا تھا۔ کبھی کبھی درختوں کے پتوں میں سے چھنتی ہوئی سورج کی سنہری کرنیں جب راستے پر بکھرے ہوئے پتوں پر پڑتیں تو پتے بھی سنہری ہو جاتے۔ بلال کا گاؤں پاکستان اور بھارت کی سرحد پر واقع تھا۔ اُن کے گاؤں اور سرحد کے درمیان یہ جنگل ایک دیوار کا کام کرتا تھا۔ جب کبھی پاکستان اور بھارت کی فوجوں کے درمیان فائرنگ ہوتی تو گولیاں اس جنگل میں گرتی تھیں۔ اسی لیے کوئی بھی اِس جنگل کی طرف نہیں آتا تھا۔

”مجھے لگتا ہے کہ ان برگد کے درختوں کے پاس ہی کہیں وہ ٹیلا ہو گا۔“

حیدر نے کچھ دور برگد کے درخت دیکھتے ہوئے کہا۔ برگد کے درختوں کے نیچے کچھ زیادہ ہی اندھیرا تھا۔ پھیلے ہوئے درخت اور اُن کی بڑے بڑے تنوں سے لٹکی ہوئی جڑوں کی طرح کی شاخیں خوف ناک منظر پیش کر رہی تھیں۔ جب وہ دونوں اپنی سائیکل پر اُن درختوں کے نیچے پہنچے تو وہ اُن کے سروں سے اس طرح ٹکرا نے لگیں جیسے سانپ انھیں ڈسنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

B

”یہ تو ہموار جگہ ہے ٹیلا تو نہیں۔“

حیدر نے بلال سے کہا۔ بلال نے ارد گرد غور سے دیکھا اور کہا،

”ہاں لیکن وہ کوئی بہت بڑا یا اونچا ٹیلا بھی نہیں ہو گا، کیوں کہ دادا ابو نے کہا تھا کہ وہ اور اُن کے دوست اُس پر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔“

حیدر نے بلال کی بات غور سے سنی لیکن اُس کے دماغ میں کئی سوال اُٹھ رہے تھے۔ اُس نے حوصلہ کر کے پھر پوچھا،

”بلال بھیا! لیکن دادا ابو اس اندھیرے جنگل میں کیوں آتے تھے، کس طرح آتے تھے اور کیا انھیں ڈر نہیں لگتا تھا۔“

بلال حیدر کی بات سُن کر ہنس پڑا اور بولا،

”تم نے دادا ابو کی باتیں غور سے نہیں سنیں، جب وہ یہاں پڑھنے آیا کرتے تھے اُس وقت ہندوستان اور پاکستان ایک ملک تھے۔ لوگ اپنے جانوروں کو اس جنگل میں چرانے کے لیے لایا کرتے تھے۔ یہاں چند بڑے بڑے درخت تھے جن کے سائے میں لوگ آ کر بیٹھتے تھے۔ جب سرحد بن گئی تو لوگوں نے یہاں آنا جانا بند کر دیا تو یہاں مزید درخت اور جھاڑیاں اُگ آئیں اور یہ ایک جنگل بن گیا۔“

وہ دونوں برگد کے درختوں کے قریب پھرتے ہوئے ٹیلا تلاش کرنے لگے۔ لیکن انھیں ٹیلا نہ ملا۔ بلال نے کہا،

”ٹیلا یہاں ہی ہونا چاہیے تھا۔“

شاید اس جنگل میں برگد کے درختوں کا کوئی اور بھی جھنڈ ہو جہاں ٹیلا بھی ہو۔“

”آخر دادا ابو نے ڈائری ٹیلے پر کیوں چھوڑی۔“

حیدر نے سوال کیا۔

”اُس دن دادا ابو اپنے ساتھیوں کے ساتھی برگد کے درختوں کی گھنی چھاؤں میں بیٹھے پڑھ رہے تھے کہ اچانک جنگ شروع ہو گئی تھی۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر گاؤں کی طرف چلے گئے تھے۔“

C

جب بلال اور حیدر کو ٹیلا نہ ملا تو انھوں نے گھر واپس جانے کا فیصلہ کیا۔

”میرا خیال ہے ہم آج واپس چلیں اور کل پھر آئیں گے۔ آؤ چلیں“ بلال نے تھک کر حیدر سے کہا اور برگد کے درختوں کے ساتھ ہی جانے والے راستے کی طرف سائیکل کا رخ موڑ لیا۔

”آؤ اِس راستے پر چلتے ہیں، یہ ہمیں جنگل سے باہر لے جائے گا۔“

حیدر بھی کچھ کہے بغیر اُس کے پیچھے چل دیا۔ اگرچہ بلال حیدر کو سمجھا رہا تھا لیکن اب اُسے بھی احساس ہونے لگا تھا کہ وہ جنگل میں راستہ بھول چکے ہیں۔ اُسے دور نزدیک نہ کوئی سڑک دکھائی دے رہی تھی نہ پرانے اسکول کی عمارت جو دور سے ہی دکھائی دینے کی وجہ سے گاؤں کی ایک بڑی نشانی تھی۔“

پریشانی کی وجہ سے اُس سے سائیکل بھی نہیں چل رہی تھی۔ دوسری طرف برگد کے درختوں کا سلسلہ بھی ختم ہونے کا نام نہ لے رہا تھا۔ اچانک حیدر کسی شے سے ٹکرایا اور زمین پر گر گیا۔ بلال بھی رک گیا، ”بھائی خیریت تو ہے،“

"ہاں خیریت ہے، سائیکل کسی چیز میں پھنس گئی ہے۔"

یہ درخت کی ایک بڑی سی جڑ تھی جو راستے پر پھیلی ہوئی تھی۔ اِسی سے ٹکرا کر حیدر گرا تھا۔ دونوں سائیکل نکال رہے تھے کہ حیدر کی نظر کسی کتاب نما چیز پر پڑی۔ "بھیا! یہ دیکھیے کچھ ہے شاید کوئی کتاب"۔

یہ کہہ کر اُس نے تھوڑی سی کوشش کے بعد مٹی میں دبی ہوئی کتاب نکال لی۔

"دکھاؤ! یہ تو ڈائری ہے، شاید یہی دادا ابو کی ڈائری ہو، چلو جلدی چلو گھر جا کر دیکھیں گے۔" بلال نے ڈائری اپنے کوٹ کے اندر کی جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور دونوں پھر سے چل پڑے۔

D

وہ دونوں کچے راستوں پر تیز تیز سائیکل چلا رہے تھے۔ اچانک بلال نے کہا،

"مل گیا، وہ سامنے جو کچا مکان ہے۔ وہی اسکول کی پرانی عمارت ہے اُس کے قریب ایک سڑک ہے جو ہمیں گاؤں تک لے جائے گی۔"

ابھی سورج پوری طرح غروب نہیں ہوا تھا اس لیے ہلکی ہلکی روشنی موجود تھی۔ سڑک پر پہنچ کر حیدر نے سائیکل روکتے ہوئے کہا،

"بھیا کچھ دیر رک جایئے، میں تو بہت تھک گیا ہوں۔"

بلال نے سائیکل روکی اور کہا،

"ہاں کیوں نہیں، اب گاؤں زیادہ دور نہیں، شکر ہے ڈائری مل گئی دادا ابو ڈائری دیکھ کر کتنے خوش ہوں گے۔"

"لیکن بھیا مجھے تو نہیں لگتا کہ یہ ڈائری ہے۔"

حیدر نے بلال سے اپنے شک کا اظہار کیا تو بلال نے جیب سے ڈائری نکالی، اور کہا،

"لیں جناب جی بھر کر دیکھ لیجیے اور تسلی کر لیجیے کہ یہ ڈائری ہے۔"

حیدر نے ڈائری لی اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا، جو نہی پہلا صفحہ دیکھا، تو چونک کر بولا،

"بھیا! یہ ڈائری تو ہے لیکن دادا ابو کی نہیں دادا ابو کا نام موسیٰ خان ہے اور اس پر لکھا ہے آفتاب،"

بلال نے ڈائری حیدر کے ہاتھوں سے لی اور دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا، ”آفتاب، جماعت چہارم، پرائمری اسکول چک پینتس۔“

بلال نے ڈائری واپس کوٹ کی جیب میں رکھتے ہوئے کہا،

”چلو گھر جا کر دادا ابو کو دے دیں گے وہ جانیں اور یہ ڈائری۔“ گھر پہنچ کر جب انھوں نے وہ ڈائری دادا ابو کو دی تو وہ ہنس کر بولے،

”شکریہ بھئی! چلو پھر جاؤ ہاتھ منھ دھولو، کھانا وانا کھا لو پھر میرے پاس آنا۔“

اور وہ دونوں ہنستے ہوئے دادا ابو کے کمرے سے نکل گئے۔ اچانک حیدر واپس مڑا اور بولا،

”دادا ابو اس پر تو کسی آفتاب کا نام لکھا ہے۔“ دادا ابو ہنس کر بولے، ”میرے بچے، اُن دنوں ہم نے اپنا تخلص آفتاب رکھا تھا۔“

حیدر کچھ سوچتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

سوال نمبر 7-15

نیچے دیے گئے جملوں (7-15) کو غور سے پڑھئے۔ اس پیراگراف (A-D) پر نشان لگائیے جس میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔ کس پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مثال: برگد کے درختوں کے نیچے کافی اندھیرا تھا۔

A	✓		B			C			D	

7 جنگل میں اتنا اندھیرا تھا کہ شام کا سماں تھا۔

A			B			C			D	

8 ٹیلا نہ ملنے کی وجہ سے انھوں نے گھر واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔

A			B			C			D	

9 سورج غروب ہونے سے پہلے وہ گاؤں میں پہنچ گئے تھے۔

A			B			C			D	

10 دادا ابو شاعری بھی کرتے تھے۔

A			B			C			D	

11 دو ملکوں کے درمیان فائرنگ کی وجہ سے لوگ اُس جنگل میں نہیں آتے تھے۔

A			B			C			D	

12 دادا ابو اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر پڑھنے کی غرض سے جنگل میں آیا کرتے تھے۔

A			B			C			D	

13 حیدر کسی شے سے ٹکرانے کی وجہ سے گر گیا۔

A			B			C			D	

14 وہ دونوں برگد کے درختوں میں ٹیلا تلاش کر رہے تھے۔

A			B			C			D	

15 ڈائری درخت کی جڑ میں پھنسی ہوئی تھی۔

A			B			C			D	

(کل نمبر:9)